

ہیں۔ پہلی بات پر لفظ "شامت" اور دوسری پر "قدم لینا" صاف دلالت کرتا ہے۔ اس کے سوا روزمرہ کی نشست اور الفاظ کی بندش اور ایک وسیع خیال کو دو مصرعوں میں ایسی خوبی سے ادا کرنا کہ نثر میں بھی اس طرح ادا کرنا مشکل ہے۔ یہ سب باتیں نہایت تعریف کے قابل ہیں۔

خواجہ عاتق شعر کے تمام پہلو واضح کر چکے ہیں، تاہم نفس مطلب کی پوری توضیح کے لیے پھر ایک مرتبہ شعر کو موزوں نثر میں پیش کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ مرزا محبوب کے دروازے پر پہنچے۔ وضع قطع سے بالکل فقیر اور درویش معلوم ہوتے تھے۔ دروازے کے پاسبان نے دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ کوئی فقیر ہے، جو مانگنے کے لیے آگیا ہے اور فقیر آتے ہی رہتے ہیں۔ چند لمحے کھڑے گا اور رخصت ہو جائے گا۔ اس سے کچھ نہ کہا اور بالکل مزاحم نہ ہوا۔ مرزا اپنے ذہن میں سمجھے کہ پہلا مرحلہ تو بہ خیر و خوبی طے ہو گیا۔

پاسبان نہراں معلوم ہوتا ہے۔ کیوں نہ اس کی منت سماجت کر کے بار یا بی کی کوشش کروں؟ چنانچہ کھڑے کھڑے آگے بڑھے اور بتایا کہ پاسبان کے پاؤں پر گر پڑے۔ اب اسے ہوش آیا اور سمجھا کہ بھیک مانگنے کا یہ تو کوئی طریقہ نہیں۔ یقیناً یہ بھکاری نہیں، بلکہ دوسری غرض سے آیا ہے اور اسے معلوم تھا کہ اس غرض سے اکثر لوگ آتے ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے وہی سلوک کیا، جو ایسے تمام لوگوں سے کرتا رہا تھا۔ یعنی گردن میں ہاتھ دیا، دوچار تختہ پڑھ کر سید کیے، دوچار جوتے لگائے اور دھکیلتا ہوا دور تک لے گیا۔

کمال یہ ہے کہ اس لمبی داستان کو صرف چند الفاظ میں کنا یہ ایسے طریق پر پیش کر دیا ہے کہ اس کی نظر مشکل سے ملے گی۔ پورے شعر کا مضمون صرف چار پانچ لفظوں پر مبنی ہے یعنی "گدا" "چپ" "شامت" "پاسبان" اور "قدم لینا"۔

مولانا طباطبائی تک کو اعتراف کرنا پڑا: اس شعر نے ایسی بندش پائی